بے اختیار امّت

(مناظرہ در اردو)

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

اسلامیہ مشن کا پہلا نمبر

رسالہ

بے اختیارِ اُمّت

المعرُوف

خیر و شر

مُصنّفہ

فخر المناظرین اُستاد الواعظین ضیغم سرحد مُمتاز العلماء

آقا و مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ حاکم شریعت کورم

حسب فرمائش

جنرل سکرٹری اسلامیہ مشن پارہ چنار کورم ایجنسی

عطیہ

اسلامیہ مشن کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کا
پہلا نمبر رسالہ (بے اختیار اُمت) عالیجناب نواب نصراللہ
خاں صاحب ساکن بالیمین کورم ایجنسی نے اپنے خرچ سے
طبع کرایا ہے اسلئے آپ کے اس گرانقدر عطیہ پر جسقدر بھی
شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ خداوند عالم ممدوح کو اجر جلیل
مرحمت فرمائے۔ اور دیگر ارباب ہمت کو توفیق
مرحمت فرمائے۔ کہ وہ اس قسم کے عطیوں
سے مشن کو شکر گذاری کا موقع مرحمت فرمائیں۔
اور ثواب دارین حاصل
کریں

السعید

جنرل سکرٹری اسلامیہ مشن پاراچنار کورم ایجنسی

وَمَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراً یَّرَہٗ وَمَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ط

اسلامیہ مشن کا پہلا نمبر

رسالہ

بے اختیارات

معروف بہ

خیر و شر

مؤلفہ

صدر المحققین شمس الواعظین قدوۃ المبلغین ضیغم حیدر عالیجناب مولانا مرزا
یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی صدر الافاضل۔ ملا فاضل۔

دبیر کامل۔ قاضی شریعت

(اکورام ایجنسی)

اسلامیہ مشن کے قواعد و ضوابط

۱۔ یہ مشن اہل ہندوستان کی مذہبی ضروریات کے مطابق عموماً اور اہل پنجاب و سرحد کے ضروریات مذہبی کے مطابق خصوصاً مختلف موضوعات پر سلیس اردو میں مختصر رسالے تصنیف یا تالیف کر کے شائع کریگی کہ مسلمان عموماً اور مؤمنین خصوصاً انکے مطالعہ سے اپنی معلومات وسیع کر کے اشاعت مذہب میں حصہ لے سکیں

۲۔ یہ مشن ہر مہینہ میں ایک یعنی سال میں بارہ رسالے شائع کریگی جسکی تاریخ اشاعت مقرر نہو گی۔ اور ہر رسالے کی قیمت تقریباً ایک آنہ ہو گی

۳۔ اگر مذکورہ قیمت سے زیادہ قیمت پر کوئی رسالہ شائع کرنیکی ضرورت ہوئی تو اس لحاظ سے رسالوں کے عدد میں کمی کر دی جائیگی۔

۴۔ جو حضرات اس مشن کے ممبر بننا چاہیں وہ مبلغ عہ روپیہ سالانہ دفتر انجمن میں ارسال کر کے مستقل خریدار بن سکتے ہیں۔ اس صورت میں سال کے تمام رسالے ان کے نام پر بلا قیمت بذریعہ ڈاک ارسال کئے جائینگے۔ نیز وہ ہر مہینہ میں خرچ خط و ٹکٹ اور منی آرڈر سے محفوظ رہینگے۔

۵۔ اس کا پتہ :۔ اسلامیہ مشن پاراچنار۔ کورم ایجنسی صوبہ سرحد ہو گا۔

جنرل سکریٹری اسلامیہ مشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ نوالہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ وآلہٖ

امابعد۔ مدت مدید سے مسئلہ جبر و اختیار نے دنیائے اسلام اور خصوصاً سواد اعظم میں ہلچل مچا رکھی ہے۔ ایک طرف افاضل و علماء کے قلم لکھتے لکھتے شکستہ ہوگئے۔ دوسری طرف ملایان مسجدوں میں اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے دیتے تھک گئے۔ تیسری طرف ہر کوچہ و بازار میں خاص و عام کی زبانیں یہ کہتے کہتے تھک گئیں والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ (خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے مقدر ہیں)۔ تیرہ سو برس سے ابتک برابر یہ کوشش کی جارہی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو جو بے سوچے سمجھے صرف آبائی مذہب کی پیروی کر کے مسلمان ہیں۔ یہ سبق خوب رٹا دیا جائے کہ انہیں اپنے کاموں میں کوئی اختیار نہیں۔ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ یہ مسئلہ جسقدر بے بنیاد اور خلاف قرآن وحدیث ہے اسیقدر اسے زیادہ فروغ دیا جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ تعجب یہ ہے کہ عوام تو عوام علماء وافاضل اسکی ترویج واشاعت میں اتنی سرگرمی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں جتنا کسی مسلمان کو جہاد کے میدان میں کمربستہ اور سرگرم ہونا چاہئے تھا۔ عوام تو ناواقف یا کم فہم ہونیکے باعث ایک حد تک معذور کہے جا سکتے ہیں حقیقت میں یہ آگ ملایان اور علماء کی لگائی ہوئی ہے۔

گو یہ مسئلہ اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اطفال خورد سال اور ناقص العقل عورتیں بھی سمجھتی ہیں۔ صرف مسلمان نہیں کفار ومشرکین بھی دن رات دنیاوی کاروبار میں خوب اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ اچھے یا برے کام ہم خود کرتے ہیں۔ مگر ملایان نے شکم پروری کی حرص میں اس زہریلے عقیدہ کی سمیت ایسی پھیلا رکھی ہے جس نے اسلام کا ظاہری چہرہ بدنما کر دیا۔ آج غیر مسلمین ہمارا جتنا مذاق اڑائیں یا اعتراض کریں بجا ہے۔ اور پڑوسی ہونیکے باعث سہنا پڑتا ہے۔ گو ہمارا رخسار عقیدت ان سیاہ داغوں سے بالکل پاک وصاف ہے

ایسا بھی نہیں کہ کسی غلط فہمی کے باعث مسلمان اس جرم میں مبتلا ہیں۔ نہیں نہیں سمجھ کر اور جان بوجھ کے اس بات پر ضد ہے کہ اپنے گناہ خدا کے حوالے کر کے

رہیں گے۔ بنی عباسیہ کے عہد حکومت میں ہزاروں صادق الاعتقاد اور باعمل
مسلمان صرف اس جرم میں حوالۂ تیغ آبدار کر دئے گئے کہ وہ خدا کو عادل اور بندہ کو
فاعل مختار سمجھتے تھے۔ حالانکہ توحید، نبوت، قیامت و نیز دیگر ضروری عقائد پر
ان کا ایمان تھا۔ اور احکام اسلام کی پابندی ان کا وظیفہ تھی۔ پھر بھی وہ فرعونی
مسلمانوں کی نظر میں واجب القتل سمجھے گئے۔ جس پر بغداد کے دار الحدود خصوصاً اور
در و دیوار عموماً گواہ ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مختصر رسالے کے چند ورق اس مسئلہ
کیلئے فیصلہ کن ثابت ہوں گے۔ یا نہیں۔ اسلئے کہ عقل یا انصاف کے فرمان ان
لوگوں کیلئے اطمینان بخش ہو سکتے ہیں جو دامن عقل سے متمسک اور خواب غفلت
سے بیدار ہوں۔ جو لوگ انصاف کش اور عقل سوز ہوں انہیں زبان عصمت بھی نہیں
سمجھا سکتی۔ چہ جائیکہ ایک گنہگار۔ مگر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ارباب فہم جنکے پاس کچھ بھی
ذوق سلیم ہے ذی علم ہوں یا جاہل اگر وحشت طبع دور کر کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے
کھول کر میدان جبر اور جولانگاہ بے اختیاری کی دیدہ دل سے سیر فرمائینگے تو انہیں
جبر کی آہنی کڑیاں تار عنکبوت کیطرح خود بخود ٹوٹی نظر آئینگی۔ اور اپنے آپ کو اختیار کے
اس وسیع اور خوش آئند روح افزا میدان میں پائینگے جس سے نکلکر زندان جبر میں
داخل ہونیکو دل نہ چاہیگا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کی مروت یا ملاحظہ کھینچ لیجائے۔ یا

رسن تزویر میں گرفتار ہو جانا پڑے۔ یا اعتبار کی کاغذی کشتی دریائے ضلالت کی ایک دو موجوں میں ڈبو دے۔ میں اسوقت ادلہ عقلیہ اور براہین نقلیہ کی طویل بحثیں نہیں چھیڑنا چاہتا جو ناظرین کو تھکا دیں۔ بلکہ تھوڑی دیر کیلئے یہ عقیدہ تسلیم کئے لیتا ہوں (اسی طرح جیسے تردید کی غرض سے تعدد خالق کا فرض کر لینا جائز ہے) کہ یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے

خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالٰی۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں بندہ فاعل مختار نہیں بالکل مجبور ہے۔ اور وہ جو کچھ کرتا ہے حقیقت میں اس کا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ اسی طرح جیسے آفتاب یا مہتاب۔ سیاروں۔ ستاروں۔ آسمانوں کے حرکات۔ یا نباتات درختوں اور زراعتوں کا نشوونما اور بار آوری یا جمادات کا قیام و سکوت۔

اس نے جس مخلوق کو جس قسم کی طاقتیں مرحمت فرما کر جن کاموں پر مسلط کر دیا ہے وہ بلا چوں وچرا فطرۃً اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی انسان اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتا اور نہ اپنی قدرتوں اور طاقتوں پر حاوی ہے۔ خدا کی دی ہوئی طاقتوں کو اپنے اختیار سے صرف نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ خدا کا حکم نہ ہو۔ اسلئے اگر وہ کوئی اچھا کام کرے تو بھی خدا کی طرف منسوب ہے، اور اگر کوئی برا کام کرے تب بھی خدا کی طرف منسوب ہے۔

اب ذرا اس خیال کے نتائج پر نظر فرمائیں کہ ایسا اعتقاد رکھنے سے کیا کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں جو لطائف کہے جانیکے قابل ہیں۔

لطیفۂ اول انبیاء و اوصیاء و صلحاء و اتقیاء و زہاد نے از آدم تا ایں دم جو عبادتیں یا اعمال خیر کئے وہ درحقیقت ان کا فعل نہ تھا خدا کا فعل تھا۔ انہیں عابد و زاہد و متقی وغیرہ نہ کہنا چاہئے۔ اصل میں عابد و زاہد و متقی وغیرہ خود پروردگار عالم ہے۔ کیونکہ مسلمان طے کر چکے ہیں خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔ نہ وہ ہستیاں مدح و ثنا کی مستحق ہیں او نہ اجر و انعام یا جزا کی۔ اسلئے کہ یہ انکا فعل ہی نہیں لہذا اس فعل کے تمام نتائج کا وہ خود ہی مستحق ہے۔

لطیفۂ دوم بادشاہان سلف و حال نے رفاہ عام اور مخلوقات خدا کے آرام کیلئے جو جو عظیم اور مہتم بالشان کام کئے۔ مثلاً کنوئیں کھدوائے درخت لگوائے۔ سڑکیں بنوائیں۔ مدرسے کھلوائے۔ پل نصب کرائے۔ مسافروں کیلئے سرائیں تیار کرائیں نیز دیگر انواع و اقسام سے رعایا کو فائدہ پہنچایا یا جو کچھ کیا یہ ان کی نیک نیتی اور حسن باطن کا نتیجہ نہ تھا حقیقت میں یہ سب خدا کا کام تھا اور وہی اجر و انعام کا مستحق ہے کیونکہ مسلمان طے کر چکے ہیں۔ خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ (خیر و شر

دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں)

لطیفہ سوم قدیم وجدید حکماء وفلاسفروں اور سائینس دانوں نے علوم طبیعہ وغیرہ میں ریاضت کر کے بڑی بڑی ترقیاں کیں اور ہزاروں اور لاکھوں ایجادات کر کے بندگان خدا کو فائدہ پہنچایا۔ اور پہنچا رہے ہیں لیکن اس پر انہیں نازنہ کرنا چاہئے اور نہ وہ لائق تحسین وآفرین یا انعام ہیں۔ اگر کسی رئیس یا بادشاہ نے انہیں انعام دیا ہو تو سخت غلطی کی اس لئے کہ حقیقت میں یہ انکا فعل ہی نہ تھا۔ خدا کا فعل تھا۔ کیونکہ مسلمان طے کر چکے ہیں۔ خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰے (خیر اور شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں)۔

لطیفہ چہارم علماء ومجتہدین یا واعظین بندگان خدا کو نصیحتیں کرتے پھرتے ہیں طرح طرح کی مشکلیں اور صعوبتیں اٹھا کر ہدایت اور رہبری کرتے ہیں۔ اس عمل خیر کے باعث وہ بالکل لائق قدر وعزت افزائی نہیں اسلئے کہ یہ ان کا فعل نہیں خدا کا فعل ہے کیونکہ خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰے (خیر وشر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ پنجم جو لوگ نیک دل اور نیک عمل ہیں مسائل دین اور احکام اسلام کی تحقیق میں سرگرم اور علماء کرام کی قدردانی اور عزت افزائی کیلئے کمربستہ

رہتے ہیں اور قوانین الٰہی کے صحیح معنوں میں پابند ہیں۔ نماز روزہ و حج ان کا وتیرہ اور زکواۃ و خمس وغیرہ شیوہ ہے۔ جہاد کیلئے ہمیشہ کمربستہ رہے اور ہیں۔ ہزاروں نے ہمراہ رکاب سعادت انتساب سرور کائنات میدان جنگ میں لڑ لڑ کر جان دیدی۔ اس کے علاوہ ہمیشہ انکی نیتیں خالص اور اعمال ستھرے ہیں۔ زبان یا قلم یا مال یا مشورہ سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا ان کا شیوہ ہے۔ ایسے لوگ بالکل اجر یا جزاء کے مستحق نہیں۔ اسلئے کہ یہ جو کچھ کیا یا کرتا ہے خدا کرتا ہے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ مسلمان باتفاق رائے طے کر چکے ہیں:۔

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر اور شر دونوں خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ ششم لفظ خیر (جسے اردو میں اچھائی کہتے ہیں) کا استعمال بالکل ترک ہو جانا چاہئے اور اسے خدا کی صفات مخصوصہ سے شمار کرنا چاہئے۔ جو نہ اس کی ذات کے سوا کہیں پائی جاتی ہے اور نہ ممکن ہے۔ نہ دنیا میں کوئی شئے اچھی ہے اور نہ اچھی کہی جا سکتی ہے۔ جسقدر ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ جب دنیا میں خیر مفقود ہے تو کسی مہذب یا غیر مہذب محفل میں خیر کا نام لینا کیسا خیر کا ذکر بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسلمانوں کا مسلمہ مسئلہ ہے

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر و شر دونوں خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ ہفتم

زبردست کفار اور سنگدل مشرکین نے جو ناشائستہ حرکات کیں، کفر اور شرک کی تخم ریزی کر کے خود بھی اس پر عمل کرتے رہے اور بنی آدم کو بھی گمراہ کرتے رہے۔ بت پرستی۔ ستارہ پرستی، ماہتاب پرستی، آفتاب پرستی، آتش پرستی، دریا پرستی، گاؤ پرستی وغیرہ جس کے نتائج ہیں۔ فرعون، نمرود۔ ہامان، شداد، قارون، قابیل جیسے اشرار جنہیں اپنے بعض خدائی کے دعویدار تھے۔ اور ہمیشہ حق اور اہل حق کے دشمن رہے ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ کیونکہ خدا کی مرضی ہی ایسی تھی اگر خدا چاہتا تو کیوں نہ انکی ہدایت کرتا۔ اسلئے کہ

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر اور شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ ہشتم

شیطان نے فرمان الٰہی سے تکبر کر کے سرتابی کی۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین (اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں سے ہوگیا) پھر بھی اپنی خطا پر مصر رہا اور رہے ہمیشہ لوگوں کو بدکاریوں کیلئے اغوا کرتا رہا اور

لاغوینھم اجمعین (پ۲۳ ع ۲) البتہ میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا کہکر اقوام عالم کو کفر یا شرک یا کسی دوسرے جرم پر آمادہ کرتا رہا۔ انبیا و صلحاء سے ہمیشہ برسر جنگ رہا اور اب تک عدو حق اور رفیق باطل ہے۔ دن رات بنی نوع انسان کے بھڑکانے میں

مصروف ہے۔ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اور نہ وہ لائق الزام و بدگوئی ہے۔ اگر کوئی اس پر لعنت کرے تو سخت غلطی ہے۔ اسلئے کہ مسلمان طے کر چکے ہیں

خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ نہم

جب شیطان قابل الرجم و نفرت نہیں تو وہ کفار جو اپنے اپنے وقت میں انبیاء و مرسلین کا مقابلہ کرکے مخالفت اور ایذا رسانی اپنا فخر سمجھتے اور ان کا خون ناحق مباح سمجھکر بہاتے رہے ہے جسپر **وقتلہم الانبیاء بغیر الحق** (پ ۱۰) (انکا انبیاء کو ناحق قتل کرنا) شاہد ہے۔ کبھی کسی نبی کی تبلیغ و مساعی بارآور نہونے دئے۔ خصوصاً کفار قریش جنہوں نے آنحضرتؐ کو طرح طرح کی ایذا رسانی کے بعد مکہ معظمہ میں نہ رہنے دیا۔ جسپر

واذ اخرجک الذین کفروا۔ (اے رسول یاد کرو کہ جب تم کو کفار نے نکال دیا)۔ شاہد ہے۔ اور مدینہ منورہ چلے جانیکے بعد بھی ہمیشہ ان سے برسر جنگ و جدل رہے۔ ان کا کیا قصور کہا جا سکتا ہے جبکہ خدا کو انکی ہدایت منظور ہی نہ تھی۔ کیونکہ مسلمانوں کا مسلمہ ہے کہ **خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ** خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ دہم

جنگ احد میں کفار قریش نے شدید معرکہ کے وقت آنحضرتؐ کے دندان مبارک زخمی کر دئے (کامل بن اثیر جلد دوم) ابن ملجم نے

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو مسجد کوفہ میں نماز صبح کی حالت میں تیغ زہر آلود سے شہید کر دیا (روضتہ الاحباب) - جعدہ نے معاویہ کی سازش سے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا (استیعاب ص۱۴۴ - شواہد النبوۃ ص۱۷۳ مروج الذہب وغیرہ) - یزید بن معاویہ نے ابن زیاد بن ابیہ کے توسط سے عمر بن سعد کی سرکردگی میں منافقین کا بے شمار لشکر بھیج کر شمر و خولی و سنان وغیرہ کے ہاتھوں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے بہتر دل کے ٹکڑوں، قوت بازو اور جاں نثار اصحاب کو شہید کر کے ان کا تمام مال و اسباب لوٹ کر ان کے اہل حرم کو اسیران دیلم کی طرح شہروں جنگلوں اور بازاروں میں پھرایا۔ اور ایک سال تک دمشق میں قید رکھا (تاریخ طبری - ابوالفداء کامل ابن اثیر - روضتہ الشہداء) اس میں یزید اور اس کے معاونین عبداللہ بن زیاد عمر بن سعد - شمر - خولی - سنان بن انس اور حرملہ وغیرہ کا کیا قصور تھا - اس لئے کہ مسلمان طے کر چکے ہیں:-

خیرہ و شرہ من اللہ تعالے - خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں مجبوروں کی نظر میں یزید کا ہاتھ ہر قسم کی خطاء سے پاک اور اس کے ساتھی ہر طرح کے ظلم اور جرم سے بری ہیں - اس لئے کہ جو کچھ رونما ہوا خدا نے کیا - اب اگر سزا دینا ہو تو خدا اپنے آپ کو دے -

اسی طرح حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ولید بن عبد الملک نے زہر سے شہید کیا (صواعق محرقہ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام بن عبد الملک اموی نے زہر سے شہید کیا (صواعق محرقہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور دوانقی عباسی نے زہر دغا سے شہید کیا (ابن وردی - صواعق محرقہ) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون رشید نے زہر سے شہید کیا (تاریخ خمیس ابو الفداء) حضرت امام رضا علیہ السلام کو مامون رشید نے زہر ہلاہل سے شہید کیا (ابو الفداء معجم البلدان مختصر اخبار الخلفاء - خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم باللہ عباسی نے زہر سے شہید کیا (صواعق محرقہ) حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو معتز عباسی نے زہر سے شہید کیا (ابو الفداء - تذکرہ خواص الامۃ) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد عباسی نے زہر سے شہید کیا (کامل ابن اثیر - صواعق محرقہ) حضرت امام محمد مہدی قائم آل محمد علیہ السلام کو معتمد عباسی نے قتل کرنا چاہا اور قدرت نے انہیں پردہ غیب میں جگہ دیکر ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھا کہ کسی خاص وقت پر حسب خدا کی مصلحت اور حکم ہو ظہور فرمائیں (صواعق محرقہ - کتاب الیواقیت والجواہر وفیات الاعیان وغیرہ)

ان سب نے جو کچھ کیا ان کا کوئی قصور نہیں اس لئے کہ یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے

کیونکہ مسلمان پہلے سے طے کر چکے ہیں

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر اور شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ یازدہم خلفاء کے مقرر کردہ عمال اور خاصکر حضرت عثمان کے مقرر کردہ گورنران کا عام طور سے یہ دستور تھا کہ دن رات عیش و عشرت میں مشغول رہتے۔ شراب کے نشہ میں نماز جماعت پڑھاتے اور نماز صبح دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھاتے اور کہتے تھے کہ اگر کہو تو اور زیادہ کردوں (روضتہ الصفا جلد ۲ صد ۶۷ مروج الذہب وغیرہ) کوئی صاحب کسی مسلمان رئیس قبیلہ کو قتل کر کے اسی رات اسکی عورت سے زنا کرتے تو خلافت مآب خبر پاکر اسکی خطا معاف کر دیتے تھے۔ اور پھر بھی ایسا صحابی سردار لشکر اور سیف اللہ کے لقب سے ملقب رہتا تھا (صواعق محرقہ صد ۲۱ تاریخ کامل ابن اثیر۔ تاریخ ابوالفداء وغیرہ) ازیں قبیل ہزارہا قسم کی بدعتیں عمل میں لاتے اور مقامی لوگ انکی شکایات اور فریادیں کرتے تھے۔ (تاریخ خمیس جلد ۲ صد ۲۸۸ صواعق محرقہ صد ۹۶-۱۰۷) حالانکہ فریاد کرنے والوں کی سخت غلطی ہے۔ انہیں اپنا عقیدہ یاد نہیں رہا کہ بندوں کو کوئی اختیار نہیں۔ یہ جو کچھ کرتا تھا خدا کرتا تھا۔ عمال کا کیا قصور تھا انہیں مسلمانوں کا مسئلہ یاد نہیں رہا کہ

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفۂ دوازدہم

سلاطین اموی و عباسی نے اپنے اپنے دور حکومت میں جو ناشائستہ حرکات کفار سے بڑھ چڑھ کر کئے۔ مثلاً مقربین بارگاہ خدا کو تہ تیغ کیا (کامل ابن اثیر و تاریخ ابوالفداء) دن رات شطرنج بازی۔ شراب نوشی۔ لہو و لعب، زناکاری میں مصروف رہے (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ابوالفداء کامل ابن اثیر جلد ۴ صہ ۵۴ بخاری جلد ۵ صہ ۱۶ ابن وردی) اپنے باپ کے مدخولہ کو بھی زنا سے نہ چھوڑا خلیفہ ولید نے اپنی بیٹی سے ہمبستری کی (تاریخ الخلفاء صہ ۲۰۹) اور قرآن شریف پر تیر برسائے یا خلیفہ عثمان کے قرآن مجید آگ میں جلائے یا معاویہ صاحب نے قرآن مجید نیزوں پر بلند کیا (تاریخ خمیس جلد ۴ صہ ۱۰۴ بخاری جلد ۳ صہ ۱۵۰/۱۲۵ تفسیر اتقان جلد اول صہ ۶۱ ابوالفداء صواعق محرقہ صہ ۱۷) مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے یا حجاب خانۂ کعبہ کو آگ لگائی اور سنگباری کی اور زنان مدینہ کو اپنے سپاہیوں پر حلال کیا (ابوالفداء۔ حبیب السیر۔ کامل ابن اثیر) کثرت سے اصحاب کبار و مہاجرین و انصار کو تہ تیغ کیا (تاریخ خمیس جلد اول صہ ۳۱۹) دل بھر کے آل رسول کو ستایا (سر العالمین امام غزالی صہ ۳ بمبئی۔ جذب القلوب) یا اصحاب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو ہمیشہ آپس میں دست و گریبان رہے ایک دوسرے کو مارتا قتل کرتا یا برا کہتا رہا (کتاب الامامۃ والسیاسۃ جلد اول صہ ۲۸ تاریخ خمیس صہ ۲۹۹ اعثم کوفی صہ ۹۹ عقد الفرید وغیرہ) اور اس اختلاف میں ہزاروں مسلمانوں کے ناحق خون بہ گئے (روضۃ الصفا جلد ۲ صہ ۲۶۹ صواعق محرقہ صہ ۶۹ تاریخ الخلفاء صہ ۱۰۹)

اس میں کس کا قصور ہے۔ سلاطین یا اصحاب کا ہرگز نہیں۔ وہ تو مجبور تھے۔ انہیں کچھ اختیار ہی نہ تھا جو کچھ کیا خدا نے کیا اس لئے کہ مسلمان مدت دراز سے طے کر چکے ہیں

خیرہٖ و شرہٖ من اللہ تعالے۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ سیزدہم

لوگ کہتے ہیں کہ ابولولوؑ نے عمر صاحب کو قتل کر دیا (ابوالفداء) یا محمد بن ابی بکر و اشتر نخعی وغیرہ نے عثمان صاحب کو قتل کر دیا (تاریخ خمیس جلد ۲ صـ ۲۹۲ - روضۃ الصفاء جلد ۲ صـ ۷۷ - ابوالفداء) معاویہ صاحب نے بی بی عائشہ اور محمد بن ابی بکر کو قتل کرا دیا (حبیب السیر جلد اول صـ ۸۵) حالانکہ ان بیچاروں کا کوئی قصور نہ تھا جو کچھ کیا خدا نے کیا کیونکہ

خیرہٖ و شرہٖ من اللہ تعالے۔ خیر و شر دونوں صرف اللہ کی طرف سے ہیں

لطیفہ چہاردہم

وہ بدکار اور بدمعاش لوگ جن کا وتیرہ شب و روز مخالفت و عصیانِ خدا و رسول ہے نہ نماز پڑھنا نہ روزہ رکھنا نہ زکواۃ یا خمس ادا کرنا نہ حج بجا لانا اور میدان جنگ میں اگر ضرورت ہو تو نہ جانا یا جانا تو فرار کر آنا شراب خواری، قمار بازی، چوری، ڈاکہ زنی، زنا، رقص و سرود، جھوٹ، غیبت، ایذا رسانی وغیرہ جن کے دن رات کے شغل ہوں، مسلمانوں کو تباہ کرنا، ایمانداروں کو پریشان کرنا، اقوام کو گمراہ اور ہلاک کرنا جن کا ادنی کرشمہ ہو۔ کیا ایسے بدکار بدکرداروں کو

برا کہا جا سکتا ہے یا ان سے انتقام لیا جا سکتا ہے یا حشر کے دن حساب وکتاب لیکر انہیں سزا دیجا سکتی ہے یا عذاب کیا جا سکتا ہے ہر گز نہیں اسلئے کہ ایک قصور بھی ان کا نہیں جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ اگر برا کہا جائے یا سزا دیجائے تو اسے دیجائے اسلئے کہ مسلمان مدت سے طے کر چکے ہیں:۔

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ پانزدہم

وزیرستان اور افغانستان کے جہال کا عام دستور ہے کہ اگر کسی کے دشمن ہو جاتے ہیں یا اصولاً اپنے آپ کو کسی کی میراث سے محروم سمجھکر اس کی میراث پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتے ہیں یا طاقت انتظار نہ ہونیکے باعث قبل از وقت جائز میراث پر جلد قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ کسی شب اپنے احباب کی دعوت کرتے ہیں۔ دنبہ یا بکرا حلال کرتے ہیں۔ رواج ملک کے مطابق پر تزک دعوت کے سامان کر کے انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ فراغت کے بعد ان کے سامنے یہ رزولیوشن پیش کرتے ہیں کہ آپ حضرات کو اس واسطے تکلیف دیگئی کہ آج رات کو فلاں شخص کا خاتمہ کرنا ہے۔ اگر ایسا کریں تو مجھ پر بڑی عنایت ہو گی۔ کھانا کھا لینے کی وجہ سے چونکہ ان پر میزبان کا بار احسان قائم ہو چکتا ہے۔ اس لئے بے چون وچرا تیار ہو جانا فرض ہوتا ہے۔ اسلحۂ حرب سے ہر شخص حسب توفیق پہلے ہی سے آراستہ ہوتا ہے۔ اسیوقت

سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جاکر تمام بردہ کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر واپس جاتے ہیں۔ اور محرک اگر مقتول کا قریبی رشتہ دار ہے تو خود ہی صاحب عزا ہوکر فرش غم پر بیٹھ جاتا ہے اور لوگ اس کے پاس آکر رسم تعزیت ادا کرتے ہیں۔ بلکہ قاتلان بھی برائے ادائے رسم تعزیت آتے اور اظہار افسوس کرتے ہیں۔ محرک اگر وارث ہے تو مقتول کی جائداد پر قابض ہو جاتا ہے جب کوئی فہمیدہ آدمی ان سے پوچھتا ہے کہ ایسا کیوں کیا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ خدا کی مرضی ہی ایسی تھی مقتول کی قسمت میں قتل لکھا تھا۔ جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ کیونکہ

خیرہ و شرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ شانزدہم لفظ شر (جسے اردو میں برائی کہتے ہیں) کا استعمال مخلوقات کیلئے بالکل بند ہونا چاہئے اس لئے کہ شر خدا کے سوا کسی بندہ کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے

خیرہ و شرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ ہفتدہم میدان حشر میں عبد و معبود میں جنگ ہو رہی ہے۔ نظارہ قابل دید ہے۔ ایک کافر عنید مشرک بدعمل بدکار کو میدان حشر میں پیش کیا گیا حساب کتاب کیا گیا۔ اعمال میزان میں تولے گئے صفر کا صفر نکلا۔ نہ اعتقادات

درست نہ اعمال سخت ظالم و بدعمل ہے۔ مغفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ خدا کا

حکم ہوتا ہے

خذوہ فغلوہ اسے پکڑو اور زنجیروں میں جکڑو۔ اور جہنم میں پھینکدو۔

کافر:۔ خداوندا میرا کیا قصور ہے کہ دوزخ کا حکم صادر فرماتا ہے۔

خدا:۔ میں نے نبی بھیجے، تعلیم دی، اسلام کی طرف دعوت دی صحف آثار

قرآن مجید نازل کیا اور کیونکر ہدایت کرتا!

کافر:۔ یہ سب کچھ درست ہے مگر تیری مرضی ہی نہ تھی کہ میں مسلمان ہوتا

یا مجھے ہدایت ہوتی۔

خدا:۔ میری مرضی نہ ہوتی تو میں انبیاء و اصفیاء کیوں مبعوث کرتا۔ کتب

و صحف کیوں نازل کرتا۔

کافر:۔ اپنے کام کی مصلحت کو تو خود جانے۔ مگر خیر و شر کو تو نے اپنے ہاتھ میں رکھا

خود ہی مجھ سے بت پرستی کرائی، کافر بنایا، خود ظلم و بدکاریاں کرائیں۔ اور خود ہی

مجھ پر عذاب کرتا ہے۔

خدا:۔ جب تجھ جیسے کافر کو دوزخ میں نہ ڈالوں تو جہنم کا پیٹ کس سے

بھردوں؟

کافر:۔ تو جانے اور تیرا دوزخ جانے۔ دوزخ قصور واروں کیلئے ہے۔ نہ میں مجرم ہوں نہ دوزخ کا حقدار۔ اصل میں قصور تیرا ہے اور دوزخ کا حقدار بھی تو ہے۔

خدا:۔ لاجواب اور خاموش ہو کر، اچھا اسے چھوڑ دو۔

یوم یکشف عن ساق ۔ میں اپنی پنڈلی جہنم میں ڈالے دیتا ہوں

(بخاری پ ۲۰ صفحہ ۳۳۔ مسلم صد ۲۵ ۷ ۲)۔

لطیفہ شانزدہم

اسلام، ایمان، قرآن، نبی، رسول، امام، خلیفہ، وصی، تبلیغ اعتقاد، عمل، جنت، دوزخ، حساب، کتاب، میزان، صراط ثواب، عقاب، برزخ، محشر، زہد و تقویٰ، بدکاری، بدعملی، شرارت یہ سب بے معنی لفظیں ہیں۔ کیسا رسول اور کیسا امام یا نبی یا خلیفہ، کیسی تبلیغ، کیسی طاعت و عبادت و عمل اور کیسا جرم و بدعملی و نفاق و کفر و شرک جب یہ کچھ نہیں تو جنت و دوزخ، ثواب و عقاب کیسے۔ رہبران کا مقصد تو یہی تھا کہ کفار اور مشرکین کو مسلمان بنائیں۔ منافقین کو ایمان سکھائیں۔ جاہلوں کو پڑھائیں۔ بدکاروں کو نیک کار بنائیں۔ گمراہوں کو ہدایت کریں یعنی شر کو خیر سے تبدیل کریں اور بنی آدم کو آتش دوزخ سے چھڑائیں۔ جب اپنے اپنے خیر و شر میں ہی بندوں کا کوئی دخل یا اختیار نہیں۔ دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں تو پھر سب بیکار ہے

خواہ مخواہ رہبران کو پریشان کرنا اور امتوں کا وقت ضائع کرتا ہے۔ آخر ہو گا وہی جو خدا چاہتا ہے۔ بندے سراسر سے بری ہیں کسی کام یا اس کے نتائج کے ذمہ دار نہیں۔ انکی طرف سے نہ اچھائی ہے نہ برائی۔ نہ عمل خیر نہ گناہ۔ نہ وہ ثواب کے حقدار ہیں نہ عقاب کے۔ نہ حساب و کتاب کے نہ میزان و صراط کے۔ حشر و نشر اسی کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب یہ نہیں تو حشر و نشر کیسا اور جنت و نار سے کیا حاصل۔ ثواب و عقاب کیسے۔ بندوں کا کام صرف دنیا میں آکر کھا پی کے عیش کر کے مر جانا ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ کیونکہ مسلمان طے کر چکے ہیں

خیرہ و شرہ من اللہ تعالے۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ نوزدہم چونکہ یہ تمام کام بیکار تھے۔ پھر بھی خدا نے کئے۔ بلا وجہ اپنی مخلوق کو تباہ و پریشان کیا۔ اچھا یا برا کام خود کیا پھر بھی کسی کی تعریف کرتا ہے اور کسی پر لعنت کرتا ہے۔ کسی کو امید دلاتا ہے اور کسی کو ڈراتا ہے۔ کسی کو داخل جنت کرنیکے لئے تیار اور کسی کو داخل دوزخ کرنیکو آمادہ۔ لہذا ایسا خدا خدائی کے لائق نہیں ہو سکتا جو عبث و بیکار کام کرے۔

ع۔ فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

کیونکہ مسلمان مدت مدید سے طے کر چکے ہیں

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر وشر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ بستم

ملازم یا مزدور اپنے مالک کی خطا کرتا ہے اور کوئی کام یا چیز خراب کر دیتا ہے۔ مالک غضبناک ہو کر اسے مارنا چاہتا ہے۔ ملازم یا مزدور فوراً یہ کہہ کر مالک کو روک دیتا ہے۔ خبردار مجھے نہ ماریں، میری کوئی خطا نہیں میں کیا کروں مجبور تھا۔ جو کچھ کیا خدا نے کیا کیونکہ

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر وشر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔

لطیفہ بست ویکم

جوان فرزند یا دوسرا رشتہ دار اپنے بزرگ سے بدتہذیبی کرتا ہے۔ جب بزرگ اسے تنبیہ کرنا چاہتا ہے تو وہ فوراً جواب دیتا ہے کہ خبردار مجھے کچھ نہ کہیں۔ خدا کو کہیں جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ اس لئے کہ مسلمان طے کر چکے ہیں۔

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر اور شر دونوں خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ بست ودوم

اسلامیہ سکول ہے۔ ہیڈ ماسٹر بھی مسلمان ہے۔ دوسرے ماسٹر اور لڑکے بھی مسلمان ہیں۔ کلاس میں ایک لڑکا سخت شرارت کرتا ہے۔ ماسٹر صاحب بید اٹھا کر سزا دینا چاہتے ہیں۔ لڑکا فوراً ترش رخ کے کہتا ہے۔ ماسٹر صاحب مجھے نہ ماریں۔ میرا کوئی قصور

نہیں جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ کیونکہ مسلمان طے کر چکے ہیں :-

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر وشر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

درجہ کے سب لڑکے محنت کر کے قابلیت حاصل کرتے ہیں۔ ایک لڑکا تمام

سال کھیل کود اور شرارت میں گذار دیتا ہے۔ نہ استاد کا کہنا مانتا ہے نہ ماں

باپ کی تنبیہ کی پروا کرتا ہے۔ جب سالانہ امتحان ہوتا ہے تو سب لڑکے پاس ہو جاتے

ہیں اور وہ ایک لڑکا فیل ہو جاتا ہے۔ جب استاد اور ماں باپ اور دیگر قرابت

داران اسے ملامت کرتے ہیں تو جواب دیتا ہے کہ حضرت میرا کیا قصور ہے

جو کچھ کیا خدا نے کیا کیونکہ

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ خیر اور شر دونوں صرف خدا کی

طرف سے ہیں۔

سکول کے تمام ماسٹر جاں فرسا کوشش کرتے ہیں ایک استاد تمام سال

سستی میں گذار دیتا ہے۔ امتحان میں اس کے درجہ کے تمام لڑکے فیل ہو جاتے

ہیں۔ منیجر صاحب رپورٹ کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب استاد سے

بازپرس کرتے ہیں استاد صاحب جواب دیتے ہیں کہ میرا کیا قصور ہے۔ جو کچھ کیا

خدا نے کیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ - خیر اور شر دونوں صرف خدا کی طرف

سے ہیں۔

غرضکہ سکول میں (خیرہ وشرہ) نے ایک ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ نہ

ماسٹران سے کچھ بنائے بنتی ہے اور نہ ہیڈ ماسٹر صاحب یا منیجر صاحب سے۔

لڑکوں کے نامۂ اعمال میں آرام اور آخر میں تباہی لکھی ہے۔ نتیجہ خراب۔ لڑکوں کی

عمریں ضائع۔ سکول برباد۔ قوم بددل۔ افسران بدظن۔

لطیفہ نسبت وسوم یہ بات کم حیرت انگیز نہیں کہ زید بکر کو بلا قصور ایک طمانچہ مار دیتا ہے۔ بکر زید کو پکڑ لیتا ہے اور چاہتا ہے کہ انتقام لے تو زید جواب دیتا ہے کہ میرا کیا قصور ہے جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ اس سے انتقام لو۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے

خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

لطیفہ نسبت چہارم اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز معاملہ یہ ہے کہ زید ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں دیدہ و دانستہ آگ

لگا دیتا ہے۔ غریب کا گھر جل جاتا ہے اور تمام مال و متاع جلکر خاکستر ہو جاتا ہے

دریافت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ زید کی حرکت تھی۔ جب اس سے باز پرس

ہوتی ہے تو جواب دیتا ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے

خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ خیر اور شر دونوں صرف اللہ کی طرف سے ہیں

لطیفہ بست و پنجم

اس سے بھی زیادہ تعجب خیز معاملہ یہ ہے کہ زید خالد کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اسلامی حکومت ہے۔ مجسٹریٹ اور فریقین سب مسلمان ہیں خالد کے وارث رپورٹ کرتے ہیں۔ تفتیش کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جرم زید کا ہے حسب الحکم حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے۔ عدالت میں مقدمہ چلتا ہے۔ موقعہ کے گواہان گذرنا شروع ہو جاتے ہیں اور یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ فعل زید کا تھا۔ مجسٹریٹ صاحب قتل کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ مجرم عرض کرتا ہے کہ حضور مالک ہیں مگر میں بے قصور ہوں۔ آپ بھی مسلمان ہیں اور میں بھی۔ مقتول اور اس کے وارثان بھی مسلمان ہیں۔ ہم سب کا یہ عقیدہ ہے

خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

اگر یہ شر ہے تو خدا کی طرف سے ہے میرا اس میں کیا قصور ہے۔ جو سزا دینا ہو معاذ اللہ خدا کو دیں۔ زید کی مدلل تقریر سن کر مقتول کے وارثان بھی خاموش رہ جاتے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔ کچھ بنائے نہیں بنتی ایک طرف قاتل کی سزا قتل مقرر ہے۔ دوسری طرف خیر و شر کا فاعل خدا ہے آخر کار

تحقیق کیلئے مسجد سے ایک ملا صاحب کو بلایا جاتا ہے۔ ملا صاحب آجاتے ہیں

مجسٹریٹ:۔ کیوں ملا صاحب کیا یہ سچ ہے کہ تمام خیر و شر خدا کی طرف سے ہیں

بندہ کا کوئی اختیار نہیں۔

ملا صاحب:۔ جی ہاں یہ تو ہمارا مسلمہ مسئلہ ہے۔

خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالےٰ۔ خیر و شر دونوں صرف خدا کی طرف سے ہیں

مجسٹریٹ:۔ پھر کیا کیا جائے۔ ایک طرف قاتل کی سزا قتل مقرر ہے دوسری طرف

خیر و شر کا فاعل خدا ہے۔ آخر دونوں کو جمع کیونکر کیا جائے۔

ملا صاحب:۔ یہ تو درست ہے مگر جمع اضداد ہمارا مذہب ہے۔ حضرت ابوبکر

وحضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا سے حق فدک و میراثِ

پدری غصب کرکے انہیں اتنا ناراض کیا کہ آخر وقت تک ناراض رہیں اور ناراض اس

دنیا سے کوچ کیا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ مصر) پھر بھی بزرگان دین اور قائدین اسلام

ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو لاتوں سے مار کر پسلیاں

توڑ دیں اور دروازہ کے باہر پھینکدیا (کتاب الامامۃ والسیاست جلد اول ص ۲۸ مصر)

اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے شہر بدر کر دیا۔ (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۸۶ صواعق

محرقہ ص ۶۱ مصر) پھر بھی سب صحابی رسول اور ہمارے سردار ہیں۔ اشتر نخعی اور

اور محمد بن ابی بکر نے عثمان صاحب کو قتل کر دیا (تاریخ خمیس جلد ۲ صـ ۲۹۲
روضتہ الصفاء جلد ۲ صـ ۶۷۷) پھر بھی دونوں ہمارے سر آنکھوں پر۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کی بہتر لڑائیاں
ہوئیں۔ جنمیں ہزار ہا مسلمانوں کا خون بہ گیا (تاریخ الخلفاء صـ ۱۷۳) پھر بھی دونوں
حق پر تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی خلیفہ برحق اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی
خلیفۂ برحق۔ جنگ جمل میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ام المومنین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان زبردست جنگ ہوئی اور ہزاروں مسلمان
راہی ملک عدم ہوگئے (تاریخ طبری جلد ۵ صـ ۱۱۸/۲۳۴ طبری جلد ۵۔ ابوالفداء جلد اول
تاریخ الخلفاء وغیرہ) پھر بھی دونوں ہمارے سر تاج ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو قتل کرا دیا۔ بی بی عائشہ
کو چونے کے کنوئیں میں پھنکوایا اور محمد بن ابی بکر کو آگ میں جلوا دیا۔ (حبیب السیر جلد
اول صـ ۸۵۔ طبری کامل ابن اثیر۔ شرح ابن ابی الحدید وغیرہ) پھر بھی سب ہمارے
بزرگ ہیں۔ یزید نے کس ظلم وجور سے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا پھر بھی امام
حسین علیہ السلام امام اور یزید پانچواں یا چھٹا خلیفہ ہے (ابوداؤد)

خلفاء بنی عباسیہ اپنے اپنے عہد میں بزرگان اولاد رسول کو سخت ترین ظلم وجو

سے شہید یا قید کرتے رہے۔ پھر بھی سادات بزرگ اور بنی عباسیہ خلفاء رسول رہے۔

اگر ہم جمع اضداد کے قائل نہوں اور ایک فریق کے طرفدار ہوجائیں تو اپنے اعتقاد میں مسلمان نہیں رہے۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں کسی کو برا کہنا یا لعنت کرنا یا کسی سے عداوت رکھنا کفر ہے۔

مجسٹریٹ (خاموش اور ششدر) (پھر کچھ سوچکر) جناب ملا صاحب یہ تو آپنے عجیب حیرت انگیز داستان سنائی کہ مسلمانوں کے نزدیک ظالم و مظلوم حق و باطل میں کوئی فرق نہیں۔ ایسا غلط اعتقاد تو کافر بھی نہیں رکھتے۔ جب ہجو کسی کا برا کہنا یا کسی سے دشمنی رکھنا کفر ہے تو ہمارے بزرگوں نے کیوں دشمنی کی۔ یا برا کہا یا ایک دوسرے کو قتل کیا۔ اگر ہم بروں کو برا کہکے مسلمان نہیں رہتے تو پھر ہمارے بزرگ کیونکر مسلمان رہے۔

یہ تو ایک قتل کا معاملہ تھا۔ قانون الٰہی یعنی قرآن مجید میں سینکڑوں احکام اسی قسم کے ہیں جن میں ظالم سے قصاص لینے یا اس پر حد جاری کرنیکا حکم ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔

كتب عليكم القصاص فى القتلى. الحر بالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى

(پ ٢ ع ٦) تم پر مقتولین کا قصاص واجب ہے ہر آزاد کے عوض آزاد۔ غلام کے عوض غلام۔ عورت کے عوض عورت۔

النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص ٥ (نفس کے عوض نفس آنکھ کے عوض آنکھ، ناک کے عوض ناک، کان کے عوض کان، دانت کے عوض دانت اور زخموں کے قصاص ہیں)۔

یا چور کیلئے حکم ہوتا ہے:۔

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما (پ ٦ ع ١٠) چور مرد ہو یا عورت انکے ہاتھ قطع کرو

یا زنا کیلئے حکم ہے:۔

الزانية والزانى فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة (پ ١٨ ع ٧)

زنا کار مرد یا عورت دونوں کو سو سو درے لگاؤ۔

اگر جرم ثابت ہو جانیکے بعد مجرم کہیں کہ یہ ہمارا جرم نہیں خدا کا فعل ہے تو اسوقت میں کیا کروں۔ اگر قرآن پر عمل کروں تو حد جاری کرنا یا قصاص لینا چاہیئے۔

اور اگر آپکی جبر و قدر کو مانوں تو تمام مجرم خود بخود بری ہیں۔ مگر قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے

جب دنیاوی معاملات یعنی حدو قصاص میں آپکے عقیدہ کی قرآن سے صلح نہیں تو آخرت کے معاملات میں کیا انجام ہوگا۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق گویا خداوند عالم معاذاللہ خود ہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور خود ہی انہیں برا کہتا ہے۔ خود ہی کافر بناتا اور خود ہی لعنت کرتا ہے۔ خود حق پوشی کرتا اور خود ہی انہیں حق پوشی کا الزام دیتا ہے خود ہی انہیں حق سے پھیرتا ایمان سے روکتا۔ دین حق سے منع کرتا اور خود ہی یہ تمام جرم دوسروں پر رکھتا ہے۔ جیساکہ آیات ذیل سے واضح ہے۔

کیف تکفرون (پ۱ع۳)۔ تم کیونکر کافر ہوتے ہو۔

لم تلبسوا الحق بالباطل۔ کیوں حق کو باطل کے پردہ میں چھپاتے ہو۔

لم تصدون عن سبیل اللہ۔ خدا کے رستہ سے کیوں پلٹتے ہو

وماذا علیہم لو آمنوا باللہ (پ۵ع۳) کیا بات مانع ہوئی کہ وہ خدا پر ایمان نہیں لائے

این تذھبون۔ کہاں جاتے ہو۔

فما لھم عن التذکرہ معرضین۔ کیا بات ہوئی کہ انہوں نے ذکر حق سے انکار کیا

پھر جو لوگ آپکی طرح اپنے معاصی اور گناہوں کا بار خدا پر ڈالتے ہیں انکی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے :۔

سیقول الذین اشرکوا
لوشاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا
ولا حرمنا من شیئ
واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا
علیہ آباءنا واللہ امرنا بہا
(پ ۸ ۱۰)

عنقریب مشرکین کہینگے کہ اگر خدا چاہتا
تو نہ ہم مشرک ہوتے اور نہ ہمارے آباء و
اجداد - اور نہ ہم کوئی چیز حرام کہتے۔
جب وہ کوئی گناہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں
کہ ہمارے آباء واجداد بھی ایسا ہی کرتے تھے
اور ہمیں خدا نے اس کا حکم دیا ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتاب
بایدیہم ثم یقولون ھذا
من عند اللہ (پ ۱ ۹)

پس وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ
سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں
کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

قرآن مجید تو یہ خبر دیتا ہے کہ یہ عقیدہ کفار و مشرکین کا تھا - اگر مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہے تو اسلام اور کفر میں کیا فرق ہوا - پھر تو ایسی دو لفظیں ہوئیں جن کے معنی ایک ہوں - اسی لئے تو خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

قل فللہ الحجۃ البالغۃ ولو شاء
لہدٰکم اجمعین

اے رسول فرما دیں کہ خدا کی حجت قوی
اور مستحکم ہے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو
ہدایت کر دیتا۔

مگر بزور و جبر و اکراہ اس لئے ہدایت نہیں کی کہ خدا جابر۔ اسلام بے سود۔ اور بندے بے اختیار نہ ہوں۔ جو کچھ ہو انکے اختیار سے ہو۔

ملا صاحب۔ اگر آپ "خیرہ و شرہ" سے انکار کرتے ہیں تو مسلمان نہیں رہے کافر ہو گئے۔ فوراً توبہ کریں۔

مجسٹریٹ:۔ اگر قرآن کی صریحی مخالفت کو اسلام اور کلام اللہ پر عمل کرنے کو کفر کہتے ہیں تو آج سے میرا آپ کے اسلام کو سلام اور کفر قبول ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں آج مسلمان ہوا ہوں کہ آپ کے گورکھ دھندے سے رہائی پائی۔ میں مسلمان ہوں۔ قران مجید پر میرا ایمان ہے اور آپکی خیر و شر کے باعث میں قرآن کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔

خیر و شر کے زہریلے اعتقاد کا دیرینہ اثر

مذکورہ بالا اثرات اور نتائج کی مختصر فہرست پر نظر کرکے غالباً ناظرین کرام کو پورا اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اس عقیدت میں کون کونسے دیرینہ راز مضمر ہیں۔ اسکی تخم ریزی کرنے والے کسقدر دور اندیش اور انجام بین تھے اور ہیں۔ جنہوں نے اپنے زہریلے خیالات اور کفر خیز عقائد ہوا اسلام کے ساتھ چہار دانگ عالم میں پھیلا کر

تعلیمات اسلام کو ہمیشہ کیلئے بیجان کر دیا۔

انہیں معلوم نہ تھا کہ ان پڑھ سادہ لوح اور خوش عقیدت مسلمان جنہیں طبقۂ ملایان سے فطری انس اور عادۃً اعتبار ہے۔ بلکہ آنکھیں بند کر کے انکے مقلد ہیں۔ یہ پر جوش مسلمان زبردست تحریک کے باوجود بھی کلمۂ اسلام ترک نہیں کر سکتے۔ لہذا کوشش کیگئی کہ زبان پر کلمۂ اسلام رہے مگر چشم دل پر ایسے کالے اور سیاہ بادل چھا دئے جائیں جن کے اندھیرے میں انہیں کسی روزن سے نور حق کی جھلک نظر نہ آسکے۔ پردہ ہی پردہ میں ان کے اسلام کا ایسا شکار کیا جائے کہ نام کے سوا عنصر اسلام کا کوئی اثر باقی نہ رہ جائے۔ اس مقصد کیلئے اس اعتقاد سے زیادہ گمراہ کن اور کوئی عقیدہ نہ تھا۔ جسے رائج کر کے ملایان بہت کچھ اپنے مقاصد میں کامیاب ہیں۔

غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کے دماغ سے نیک و بد کے امتیاز کی طاقت نکل جائے۔ ہر نیک کو بد اور بد کو بآسانی نیک کہا جا سکے۔ بدترین انسانوں کو رہبران مذہب و قائدین ملت بنایا جا سکے۔ اور بہترین انسانوں پر کھلکر ظلم کیا جا سکے۔ سخت گناہگاروں، مجرموں بلکہ فاسقوں اور فاجروں کو بے روک ٹوک پیشوا دین یا امام جماعت مقرر کیا جا سکے۔ مسجدیں شرمناک جرائم کیلئے شکار گاہ رہیں۔ ملایان

جسقدر بد اعمالی کریں۔ یا مال دنیا پر فتوے فروخت کریں ان پر زبان اعتراض دراز نہ ہو سکے۔ خواہ جسقدر اسلام اور قرآن کی مخالفت کی جائے۔ کسی مسلمان کو دردِ دین اور غیرت مذہب تردید پر آمادہ نہ کر سکے۔ حسنِ عقیدت اور ملا پرستی ہمیشہ قائم رہے کسی مسجد کا ملا سخت بدکار ہونیکے باوجود حلوہ او پلاؤ سے محروم نہ رہ سکے۔ اس عنکبوتی اعتقاد کی غرض صرف یہ ہے کہ زبان پر کلمۂ اسلام ہو مگر دنیا کے قلوب میں کفر کا بول بالا رہے کہ آبائی مذہب کی تقلید نہ چھوٹ جائے۔

عبد و معبود کے اختیارات میں فرق

اگر برادران اسلام سمجھنا چاہیں اور ادنی توجہ سے کام لیں تو ایک معمولی کسان جو بالکل جاہل اور ان پڑھ ہے انہیں سمجھا سکتا ہے۔

فرش زمین کل کا کل خدا کا بچھایا ہوا ہے اور وہ بلا ظاہری وسائل کے ہر مقام پر ہر قسم کا غلہ پیدا کر سکتا ہے اور درخت اگا سکتا ہے۔ مگر ایسا نہیں کرتا۔ اس نے اپنے اور کسان کے کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ کچھ کام اپنے ذمہ رکھے اور کچھ کسان کے حوالہ کر دیئے کہ خالق و مخلوق کے فرائض و اختیارات کا فرق قدم قدم پر محسوس ہو سکے۔

کسان کا فرض ہے کہ زمین صاف کرے۔ ڈھیلے نرم کرے۔ اگر خراب ہو تو کھاد ڈالکر درست کرے۔ پھر جو غلہ بونا چاہتا ہے۔ فصل پر زمین میں ڈالے یہانتک

کسان کا کام تھا۔ اس کے بعد دانہ جانا، اسے شق کرکے کونپلیں نکال کر کھیت ہرا بھرا کرنا خدا کا کام ہے۔ حسب ضرورت وقت پر پانی دینا غیر جنس گھاس وغیرہ اس سے نکالنا کسان کا کام ہے۔ اور حسب مصلحت پانی برسانا۔ مناسب ہوائیں چلانا۔ آفتاب کی تمازت سے دانے اور پھل پکانا۔ پودہ کا رفتہ رفتہ پھیلانا۔ بڑھانا، پھول پھل لانا، بالیاں نکالنا اور دانے پکانا خدا کا کام ہے۔ اس میں کسان اپنا ہاتھ نہ لگائے ورنہ کھلے ہوئے پھول مرجھا جائینگے۔ کونپلیں ٹوٹ جائینگی۔ دانے خراب اور بیکار ہو جائینگے۔ جب دانے پک کر تیار ہو گئے تو اب درخت کاٹنا بالیاں الگ کرنا کسان کا کام ہے۔ اس کے بعد ہوا چلانا خدا کا کام ہے اور بھوسہ سے دانے الگ کرنا، صاف کرنا، دانے کھریاں میں اور بھوسہ اپنی جگہ رکھنا، غلہ حسب حکم خدا زکواۃ نکالنا کسان کا کام ہے اور برکت دینا خدا کا کام ہے۔

ایک کھیت میں غلہ کی تیاری نے ظاہر کر دیا کہ خدا کے کام کون کون سے ہیں۔ اور وہ کون سے کام ہیں جنکا اختیار بندوں کو دیا گیا ہے۔ اگر ہر ایک کے کام فرائض اور اختیارات تقسیم شدہ نہوتے تو دانے ڈالے بغیر کھیت اگا کرتا۔ یا جو بوتے اور گندم پیدا ہوتا۔ یا کھیت تیار ہو کر خود کٹائی ہو جاتی۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا نہ اسلئے کہ خدا میں قدرت نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ بندوں کو اپنے کام فرائض

اور اختیارات کا پتہ لگ جائے اور سمجھ لیں کہ نہ خدا بندوں کے کام میں دخل دیتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ بندے اس کے کام میں دخل دیں۔ اسی طرح دنیا کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں خدا کے کام الگ ہیں۔ بندوں کے الگ ہیں اور بندے اپنے کاموں میں فاعل اور مختار ہیں۔

نکتۂ لطیفہ اسی بداعتقادی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کو اب خدا کے اور اپنے کاموں میں امتیاز نہیں رہا۔ خدا کے کام خود کرنے لگے۔

اور اپنے کام خدا کے حوالے کر دیے۔ مثلاً خدا قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (پ ۱ ع ۳)

یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ہم ہی ان کو امام بناتے ہیں۔ اور ہم ہی وارث بناتے ہیں۔

اس کے علاوہ کثرت سے آیات ہیں جنمیں خداوند عالم نے تصریح فرمائی ہے کہ خلیفہ اور امام کا انتخاب یا تقرر میرے ذمہ ہے۔ مگر مسلمان اجماع یا شوریٰ یا قہر و غلبہ کے بہانے سے خود اپنی رائے سے خلیفہ کا انتخاب کرتے اور کہتے ہیں

کہ یہ خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ رسول اللہ ہے۔ اسی غلط روی کا نتیجہ تھا کہ ایک ہی وقت میں شام میں یزید خلیفۂ رسول کہلاتا تھا اور مکہ یعنی مرکز حجاز میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ مقرر ہو چکا تھا اور عراق میں مختار خلیفۂ رسول مقرر تھے۔ اب مسلمان انصاف کریں کہ کسکو خلیفۂ برحق مانا جائے یا یہ کہا جائے کہ وہ زمانہ خلیفہ سے بالکل خالی تھا۔

یا بنی امیہ کے بعد بادشاہان بنی عباسیہ خلیفۂ رسول مانے گئے۔ انکے بعد بادشاہان بنی عثمانیہ خلیفۂ رسول مانے گئے۔ روم میں سلسلۂ خلافت منقطع ہو کر ابتک طے نہیں ہوا کہ خلیفہ رسول کون ہے۔ مصطفی کمال پاشا بادشاہ روم۔ یا ابنِ سعود بادشاہ نجد یا امام یحیٰی بادشاہ یمن یا غازی فیصل بادشاہ عراق یا رضا شاہ پہلوی بادشاہ ایران۔ یا عثمان علیشاہ والئے دکن یا امان اللہ خاں بادشاہ معزول افغانستان یا محمد ظاہر خاں بادشاہ موجودہ افغانستان یا کوئی اور مسلمان والئ ریاست۔

جبر و اختیار کے بانیان اعظم کون ہیں

حقیقت میں یہ مسئلہ اسقدر واضح اور روشن ہے کہ جتنے زیادہ روشن کرنے سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اجمال نہ پیدا ہو جاوے۔ پھر سخت تعجب ہوتا ہے کہ سوادِ اعظمِ اسلام کو اسقدر روشن مسئلہ میں اشتباہ کیوں ہوا۔ اور ابتک کیوں اختلاف ہے

اگرچہ اسکی تمام ذمہ داریاں ملایان پر عائد ہیں جنکے ہاتھ میں اسلام کی شکست وریخت رہی اور ہے۔ مگر اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ اس اختلاف کا سنگ بنیاد کیا ہے اور دو خیالات کی کہاں سے ابتداء ہوئی۔

جب قرآن مجید میں قصۂ حضرت آدم و شیطان پر نظر کیجاتی ہے تو اسکی حقیقت کھل جاتی ہے۔ حضرت آدم سے ترک اولیٰ ہوتا ہے اور آدم مجرم نہونیکے باوجود صرف ترک اولیٰ کے باعث بارگاہ الہی میں اس طرح توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ ربنا ظلمنا انفسنا (پ ۱۰) خداوند ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

آدم علیہ السلام نے اپنی خطا را اپنی طرف منسوب کی۔ خدا کی طرف منسوب نہیں کی۔ بلکہ اس سے استغفار کیا۔

اور جب شیطان سے سوال کیا گیا۔

ما منعک الا تسجد اذ امرتک (پ ۱۰) میرے حکم کے بعد تجھے سجدہ کرنیسے کس چیز نے منع کیا۔

تو شیطان نے جواب دیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ آدم کو تو نے مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے۔

فبما اغویتنی لاقعدن لھم چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے اس لئے میں

علیٰ صراطک المستقیم (پ ۱۰) انکے گمراہ کرنے کیلئے ضرور صراط مستقیم پر بیٹھونگا

حضرت آدم نے ترک اولیٰ کی نسبت اپنی طرف دی۔ اور شیطان نے

سجدہ نہ کرنے اور گمراہ کرنے کی نسبت خدا کی طرف دی اسی دن سے مسئلہ

جبر و اختیار میں دو مذہب پیدا ہو گئے۔ جنہیں آدم کا مذہب پسند آیا وہ

خدا کو عادل اور بندوں کو فاعل مختار کہتے اور اپنے افعال کی نسبت اپنی طرف

دیتے ہیں۔ اور جنہیں شیطان کا جوابہ بھایا۔ اور مذہب پسند آیا۔ وہ اتبک اپنے اچھے برے

کاموں کی نسبت خدا کیطرف دیتے اور خیرہ وشرہ کا من اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جیسا کہ مشرکین

کے خیالات آیات ذیل میں موجود ہیں۔

واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا	وہ جب برا کام کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہمارے
علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا (پ ۱۰)	اجداد ایسا ہی کرتے تھے اور ہمکو خدا نے اسکا حکم دیا ہے
سیقول الذین اشرکوا لو	عنقریب مشرکین کہینگے کہ اگر خدا چاہتا
شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباءنا ولا	تو نہ ہم مشرک ہوتے اور نہ ہمارے آباء و
حرمنا من شیئ	اجداد اور نہ کوئی چیز حرام کرتے۔

انکے علاوہ اور بہت سے آیات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین

شیطان کے اتباع میں اپنی گمراہی خدا کی طرف منسوب کرتے تھے۔

اس کے بالمقابل انبیاء وصالحین کے عقائد یہ تھے کہ ہم اپنے افعال کے خود باعث ہیں۔ جیسا کہ آیات ذیل سے واضح ہے۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا (پ ۳ ۸)	خداوندا اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے تو مواخذہ نہ کرنا
ربنا اننا اٰمنا فاغفر لنا ذنوبنا (پ ۴ ۶)	خداوندا ہم ایمان لائے ہیں پس ہمارے گناہ بخش دے۔
ربنا فاغفر لنا ذنوبنا (پ ۴ ۱۱)	خداوندا ہمارے گناہ بخش دے
ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (پ ۸ ۹)	خداوندا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمارے گناہ نہ بخشے یا رحم نہ کیا تو البتہ ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہونگے

ان کے علاوہ کثرت سے ایسے آیات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء وصالحین ہمیشہ جرم وخطاء اپنی طرف منسوب کرتے اور اپنے آپکو فاعل مختار سمجھتے تھے۔

مکالمۂ ابن زیاد با حضرت زینب ع

اس سے پہلے یہ اعتقاد اسلام وکفر کا مابہ الامتیاز تھا۔ اس کے بعد

دربار ابن زیاد میں ابن زیاد اور حضرت زینب علیہا السلام کے مکالمہ کے وقت حق اور باطل کا طرۂ امتیاز ہو گیا۔

ابن زیاد کا دربار سجا ہوا ہے۔ اسیران اہل بیت دربار میں موجود ہیں۔ ابنِ زیاد شرابِ نخوت سے مست ہو کر یہ گفتگو شروع کرتا ہے۔

ابن زیادؒ	الحمد للہ الذی فضحکم وقتلکم واکذب احدوثکم	اس خدا کی تعریف جس نے تمہیں رسوا کیا۔ اور قتل کیا اور تمہارا جھوٹ روشن کر دیا۔
حضرت زینبؑ	الحمد للہ الذی اکرمنا بنبیہٖ محمد وطہرنا من الرجس تطہیرا الخ	اس خدا کی تعریف جس نے اپنے نبی محمد مصطفیٰؐ کے ذریعہ ہمیں عزت دی اور ویسا پاک کیا جیسا پاک کرنیکا حق ہے الخ
ابن زیاد	کیف رائیت صنع اللہ باخیکؑ	تم اپنے بھائی کے ساتھ خدا کی کارروائی کیسی دیکھی۔
حضرت زینب	ما رائیت الا جمیلا الخ وان لکؑ یا ابن زیاد موقفا فاستعمل لہ جوابا الخ	میں نے تو اچھا ہی دیکھا ہے الخ البتہ اے ابن زیاد تیرے لئے قیام گاہ ہے (بروز حشر) پس اس کے جواب کیلئے تیار ہو جا۔ الخ

مکالمۂ ابن زیاد با حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

ابن زیاد بحالت مستی امام زین العابدین علیہ السلام

کی طرف نظر کرکے بطور تجاہل عارفانہ درباریوں سے دریافت کرتا ہے یہ بچہ کون ہے

اہل دربار نے جواب دیا یہ علی بن الحسینؑ ہیں۔

ابن زیاد | الیس اللہ قد قتل علی بن الحسینؑ | کیا خدا نے علی بن حسین کو قتل نہیں کیا۔

امام زین العابدینؑ | قد کان لی اخ یقال لہ علی بن الحسینؑ قتلہ الناس | میرا ایک بھائی علی بن الحسین تھا۔ اسے لوگوں نے قتل کردیا۔

اس جواب پر خشمناک ہوکر ابن زیاد نے امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیدیا۔

ابن زیاد کا خطبہ مسجد جامع میں

ابن زیاد کوفیوں کو جمع کرکے مسجدِ جامع میں بالائے ممبر جاکر یہ خطبہ پڑھتا ہے

ابن زیاد | الحمد للہ الذی اظہر الحق ونصر امیر المومنین | اس خدا کی تعریف جس نے حق کو ظاہر کیا اور امیر المومنین اور اس کے

واشیاعہ وقتل الکذاب	گروہ کی مدد کی اور ..... بن .....
بن الکذب۔	کو قتل کیا۔
عبداللہ عفیف۔ یابن مرجانۃ الکذاب	اے پسر مرجانہ تو جھوٹا اور تیرا باپ اور
ابن الکذاب انت وابوک ومن	وہ جس نے تجھے حاکم بنایا اور اس کا باپ
استعملک وابوہ یا عدو اللہ	اے خدا کے دشمن کیا تم نبیوں کی اولاد کو
تقتلون ابناء النبیین وتکلمون	قتل کر کے مومنین کے ممبر پر ایسے کلام
بھذا الکلام علی منابر المومنین	کرتے ہو

مکالمہ یزید با امام زین العابدین علیہ السلام

یزید کا دربار سجا ہوا ہے ارکین دولت جمع ہیں۔

اسیران اہلبیت موجود ہیں اور یزید امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف رخ کر کے یہ کلام کرتا ہے۔

یزید لعین۔ یا علی بن الحسینؑ	اے علی بن الحسینؑ اس خدا کی تعریف
الحمد للہ الذی قتل اباک	جس نے تمہارے باپ کو قتل کیا۔
امام زین العابدینؑ۔ لعنۃ اللہ علی	اس پر خدا کی لعنت جس نے میرے
من قتل ابی	باپ کو قتل کیا۔

اس جواب پر غضبناک ہو کر یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل کا فرمان نافذ کیا۔

ان تمام مکالموں میں یزید اور ابن زیاد مذہب شیطان کی حمایت میں خیر و شر کی نسبت خدا کی طرف دیتے ہیں اور امام زین العابدین علیہ السلام اور ان کے شیعہ مذہب آدم کی حمایت میں خیر و شر کی نسبت بندوں کی طرف دیکر بدکرداروں پر لعنت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو اختیار ہے چاہے اہل بیت کا مذہب اختیار کرکے بندوں کو فاعل مختار کہیں اور چاہے یزیدی مذہب کے کاربند ہو کر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالےٰ کہیں۔

قرآنی فیصلہ

اگر اب بھی شبہ رہ گیا ہو تو قرآن مجید کا حکم ہر اختلاف میں ناطق فیصلہ اور حکم ہے۔

وان تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللہ والرسول (پ ۵) اگر کسی امر میں تمہارے درمیان نزاع ہو تو خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو

کی پوری تعمیل ہے۔ لہٰذا مذکورۂ ذیل چند آیات ملاحظہ ہوں ان سے معلوم ہو جائیگا کہ ہم اپنے کام اپنی مرضی اور اختیار سے کرتے ہیں۔ یا ہم سے خدا کراتا ہے خیر و شر کے فاعل ہم ہیں یا خدا۔

(۱) فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (پ ۱ ع ۹)

(۱) پس ان لوگوں پر وائے ہو جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض کچھ پیسے کما لیں۔ پس ان پر وائے ہو جس چیز سے ان کے ہاتھوں نے کمایا اور کماتے ہیں۔

(۲) تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (پ ۱ ع ۱۶)

(۲) یہ ایک گروہ تھا جو گذر گیا ان کے لئے وہ تھا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے کمایا۔ اور انکے عمل تم سے نہ دریافت کئے جائینگے۔

(۳) لا اکراہ فی الدین (پ ۳ ع ۱)

(۳) دین میں زبردستی نہیں ہے۔

(۴) فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض

(۴) پس خدا نے انکی دعا قبول کی تحقیق کہ میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کا عمل ضائع نہیں کرتا تم میں سے بعض بعض سے ہیں۔

(۵) ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ
وان تک حسنتہ یضاعفھا
ولیوتی من لدنہ اجراً عظیما (پ۵ ع۳)

(۵) تحقیق کہ خدا ذرہ برابر بھی ظلم نہیں
کرتا اور اگر حسنہ ہو تو اسے دوگنا کرتا ہے
اور اپنی طرف سے بڑا اجر دیتا ہے۔

(۶) ولا تکسب کل نفس الا علیھا
ولا تزر وازرۃ وزر اخری (پ۸)

(۶) ہر نفس نہیں حاصل کرتا مگر اپنے لئے
اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا

(۷) من جاء بالحسنتہ فلہ عشر
امثالھا ومن جاء بالسیئتہ فلا
یجزیٰ الا مثلھا وھم لا یظلمون
(پ۸)

(۷) جو شخص ایک حسنہ کرے اس کو دس
گنا عوض ملیگا اور جو شخص برائی
کریگا اسکو اتنی ہی سزا ملیگی۔ اور ان پر ظلم
نہ کیا جائیگا۔

(۸) ذالک بما قدمت ایدیکم
وان اللہ لیس بظلام للعبید
(پ۱۰ ۳)

یہ تمہارے ان افعال کی بدولت ہے
جو تمہارے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں۔ خدا
اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(۹) ذالک بان اللہ لم یک مغیراً
نعمتہ انعمھا علی قوم حتی یغیروا
مابانفسھم وان اللہ سمیع علیم (پ۱۰)

(۹) یہ اسلئے ہے کہ خدا کبھی کسی قوم پر نعمت نازل
کرکے پھر نہیں تبدیل کرتا۔ جبتک وہ خود اپنے
نفوس کے حالات نہ بدلیں اور تحقیق کہ خدا

(پ ۱۰ ۳)

سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(۱۰) ولو شاء ربك لآمن من في الارض كلهم جميعاً افانت تكره الناس حتى يكونوا مومنين (پ ۱۱)

اور اگر خدا چاہتا تو سارے اہل زمین ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرکے مومن بناتے ہو۔

(۱۱) ان الله لا يظلم الناس شيئاً ولكن الناس انفسهم يظلمون (پ ۱۱)

(۱۱) تحقیق کہ خدا لوگوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

(۱۲) وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم (پ ۸ ۹)

(۱۲) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

(۱۳) ما ظلمناهم ولكن كانوا هم الظالمين (پ ۱۲ ۱۳)

(۱۳) ہمنے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہی ظالم تھے۔

(۱۴) ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم (پ ۱۳ ۸)

(۱۴) تحقیق کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنے نفسوں کی حالت نہیں بدلتے

(۱۵) وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون (پ ۱۴ ۱۰)

ان پر خدا نے ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

(۱۶) ذالک بما قدمت یداک	(۱۶) یہ تمہارے پچھلے کاموں کی بدولت ہے تحقیق کہ
وان اللہ لیس بظلام للعبید (پ ۱۷)	خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔
(۱۷) وکم قصمنا من قریۃ کانت	ہم نے بہت سے ظالم دیہات تباہ کردئے
ظالمۃ وانشانا بعدھا قوماً	اور ان کے بعد دوسری قومیں آباد کردیں۔
آخرین (پ ۱۷)	
(۱۸) ظہر الفساد فی البر والبحر بما	(۱۸) لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کچھ کیا اس کی
کسبت ایدی الناس لیذیقھم	بدولت خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوگیا
بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون	تاکہ انہیں اپنے اعمال کی سزا ملے۔ شاید
(پ ۲۱)	واپس ہوجائیں۔
(۱۹) ھل یجزون الا ما کانوا یعملون	انہیں صرف اپنے اعمال کی جزاء دی
(پ ۲۳)	جائیگی۔
(۲۰) ومن اھتدی فانما	(۲۰) جس نے ہدایت پائی تو اپنے نفس
یھتدی لنفسہ ومن یضل فانما	کیلئے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اپنے نفس کیلئے
یضل علیھا ولا تزر وازرۃ وزر	اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں
اخریٰ (پ ۲۳)	اٹھائیگا۔

(۲۱) ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (پ ۲۳ ع ۱۲)

(۲۱) کیا ہم قرار دیں گے انکو جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے مثل انکے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا قرار دینگے پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح

(۲۲) من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیھا ط وما ربک بظلام للعبید (پ ۲۴ ع ۲۰)

(۲۲) جس نے اچھا کام کیا تو اپنے لئے اور جس نے برا کام کیا تو اپنے لئے اور تیرا خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(۲۳) من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیھا ط ثم الی ربکم ترجعون (پ ۲۵ ع ۱۸)

(۲۳) جس نے اچھا کام کیا تو اپنے لئے اور جس نے برا کام کیا تو اپنے لئے آخر اپنے خدا کی طرف واپس جاؤ گے۔

(۲۴) وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر (پ ۲۵ ع ۴)

تمہیں جو کچھ مصیبت پہنچی اپنے ہاتھوں حالانکہ وہ بہت سے گناہ معاف کردیتا ہے۔

(۲۵) ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین

کیا بداعمالوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم انکو ان لوگوں جیسا قرار دیں گے

آمنو وعملوا الصالحات سواء	جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال
محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون	کئے. انکی زندگی اور موت برابر ہیں برا
وخلق اللہ السموات والارض بالحق	ہے انکا حکم۔ اور خدا نے آسمان اور زمین
ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم	کو حق کیساتھ پیدا کیا ہے اور اسلئے خلق کیا
لا یظلمون (پ ۲۵ ۱۸)	کہ ہر شخص کو اپنے اعمال جزاء دیجائے۔ حالانکہ
	ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔
(۲۶) ام لم ینبأ بما فی صحف موسی	(۲۶) کیا نہیں خبر دیگئی اس چیز کی جو موسی اور
وابراھیم الذی وفی الا تزر	وفادار ابراہیم کے صحیفوں میں ہے کہ ایک
وازرة وزر اخری وان لیس	شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔
للانسان الا ما سعی وان سعیہ	اور یہ کہ انسان کیلئے صرف وہی ہے جو
سوف یری ثم یجزی الجزاء	اس نے کوشش کی اور یہ کہ اسکی کوشش
الاوفی (پ ۲۷ ۷)	عنقریب دیکھی جائیگی۔ پھر پوری جزاء دیجائیگی
(۲۷) وللہ ما فی السموات وما فی	جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے
الارض لیجزی الذین اساؤا	سب خدا ہی کا ہے تاکہ بداعمالوں کو انکے
بما عملوا ویجزی الذین احسنو	عمل کی سزا اور نیک اعمالوں کو اچھی

بالحسنیٰ (پ۲۷ ۶) ۔

جزا دے۔

(۲۸) لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتاھا (پ۲۸ ۱۷)

(۲۸) خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی جتنا اسے دیا ہے

(۲۹) وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیراً و اعظم اجراً (پ۲۹ ۱۴)

جو عمل خیر اپنے لئے پہلے سے بھیجدو گے خدا کے پاس پاؤ گے۔ وہی اچھا ہے اور اجر کے لحاظ سے بزرگ تر ہے۔

(۳۰) یوم یتذکر الانسان ما سعی وبرزت الجحیم لمن یریٰ فاما من طغی واثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماویٰ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ (پ۳۰ ۴)

(۳۰) قیامت کا دن وہ دن ہے جب انسان اپنے اعمال کو یاد کریگا اور دیکھنے والے کیلئے جہنم کھول دیا جائیگا۔ پس جس نے فساد کیا ہے اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا ہے۔ پس جہنم اسکی قیام گاہ ہے اور جو اپنے خداء سے ڈرا اور جس نے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا تو جنت اسکی قیام گاہ ہے۔

(۳۱) من یعمل مثقال ذرۃ خیراً

(۳۱) جو شخص ذرہ برابر اچھا کام کریگا اس کا

یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا ۔انجام دیکھیگا اور جو شخص ذرہ برابر برا کام

یرہ کریگا اس کا نتیجہ دیکھیگا۔

(۳۲) لیھلک من ھلک عن (۳۲) چاہئے کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو

بینۃ ویحیی من حی عن اور جو زندہ رہے دلیل سے زندہ رہے

بینۃ

یہ بتیس آیتیں میرے مدعی کے بین گواہ ہیں بشرطیکہ گوش شنوا اور چشم بینا ہو۔ یہ بھی بلحاظ اختصار صرف بتیس آیتیں درج کی گئی ہیں ورنہ حقیقت میں قرآنی آیات جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سے زیادہ ہیں۔ خداوند عالم مسلمانوں کو توفیق خیر مرحمت فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ ۵

مژدہ روح افزا

الحمدللہ ولہ المنۃ کہ مومنین کورم وعلاقہ بنگش ضلع کوہاٹ کے شیدائیان مذہب ملت نے صرف برائے اشاعت مذہب حقہ اثنا عشری ایک انجمن (اسلامیہ مشن) کے نام سے قائم کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہندوستان وپنجاب وصوبہ سرحد کے مذہبی ضروریات کے مطابق انواع واقسام کے مختصر رسالے سلیس اردو میں شائع کرکے مومنین کو مستفیض کریں کہ وہ گھر بیٹھے اسرار مذہبی اور احکام الہی سے واقف ہوکر اپنے معلومات وسیع کرکے اپنے اپنے مقام پر ایک واعظ بلکہ اسلامی مجاہد کا کام کرسکیں۔

رسالوں کی زبان اسقدر سلیس اور آسان ہوکہ پنجاب وسرحد کے معمولی اردو دان بھی اسکے سمجھنے سے محروم نہ رہ سکیں۔ قیمت اسقدر کم ہوکہ رئیس وغریب سب بسہولت خرید سکیں۔ سائز اتنا چھوٹا ہوکہ جیب میں رکھے جاسکیں۔ طویل مطالب کو ایسے مختصر پیرایہ میں ادا کیا گیا ہو کہ عدیم الفرصت لوگ قلیل وقت میں انپر نظر دوڑاکے وسیع مضامین پر اطلاع حاصل کرسکیں۔ امید ہے کہ حضرات مومنین بڑے شوق وذوق اور جوش وخروش سے اس رسالے کے مستقل یا غیر مستقل خریدار بننے کی کوشش کرینگے۔ واللہ ھو الموفق والمعین

المشتہر۔ سکرٹری اسلامیہ مشن

اعلان

تمام مومنین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اس دفتر میں اکثر مولفات مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ موجود ہیں جو حضرات طلب فرمائیں ارسال خدمت کیجا سکتی ہیں

فہرست کتب

وفات عثمان	۲/	دینیات حصہ اول	۳/
وفات عائشہ	۴/	" دوم	۲/
العقد	۳/	" سوم	۴/
مسح رجلین بجواب غسل رجلین	۴/	" چہارم	۶/
دینیات کا قاعدہ	۲/	" پنجم	۸/

المشتہر

سکریٹری امامیہ مشن

امامیہ کتبخانہ لاہور کی مایۂ ناز کتابیں

پیغام توحید توحید الہٰیہ میں مولانا سید محمد سبطین صاحب کی عدیم النظیر تصنیف ظاہری و معنوی محاسن کے لحاظ سے نادر ترین تحفہ ہے متلاشیان نکات اور احقاق توحید کیلئے بہترین ذخیرہ قیمت دس آنے ۱۰/

خلافت الہیہ حصہ سوم مولانا سید محمد سبطین صاحب کی یہ شہرۂ آفاق تصنیف زبان اُردو میں اپنے موضوع کے لحاظ سے نظیر نہیں رکھتی۔ نصوص قرآنیہ اور دلائل و براہین فلسفہ سے مسئلہ خلافت و امامت پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت .... عہ

مسح رجلین بجواب غسل رجلین اس رسالہ کی نسبت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر تحریر فرماتے ہیں "کہ یہ رسالہ اپنی طرز میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ حوالہ جات نہایت صحیح اور درست ہیں عبارت دلچسپ اور رنگ زمانہ کے موافق مصنف کی محنت قابلِ داد ہے مومنین ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں"۔ ۴/

ارسال الیدین نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا مکمل اور مدلّل فیصلہ قابل قدر علاّمہ سید علی اظہر صاحب قبلہ کی تصنیف۔ قیمت ۸/

الحمیراء ام المومنین حضرت عائشہ کی سیرت کے دونوں پہلوؤں کا انعکاس معہ حوالہ جات کتب ۸/

سوانح امام رضا علیہ السلام مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ نے

خلفاء عباسیہ کے عہدِ حکومت کا فوٹو کھینچتے ہوئے امام علیہ السلام کی مکمل
سوانح عمری پیش کی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ .... عہ

ریویو الفاروق | مولوی شبلی کی کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس
قیمت دو آنے .... ۲؍

تفریح الشیعہ | آئمہ طاہرین ودیگر مجتہدین کے سبق آموز اور تاریخی نکات
ولطائف واقوال جو سپیکروں اور واعظوں کیلئے کارآمد
ذخیرہ۔ قیمت .... ۶؍

عقل و تہذیب اہلحدیث | فرقہ اہلحدیث کے اصول و فروع اور ان کے آئمہ
مذہب مثلاً بخاری۔ مسلم۔ ابن تیمیہ کا کچا چٹھا قیمت ۱۲؍

معین المناظرہ | مولانا مولف کتاب فلک النجات حکیم امیر الدین صاحب
نے ان شبہات کو اس کتاب میں صاف کیا ہے۔ جو کتب
اہلِ شیعہ سے غلط استدلال کے طور پر ہمیشہ پیش کیجاتی تھیں۔ قیمت ... عہ

زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ | سید علی ہمدانی جو محقق ترین علماء متبحر اہل سنت
ہونے کے علاوہ صوفیائے کرام میں قطب الاقطاب
کا درجہ رکھنے والے بزرگ ہیں، انکی مشہور کتاب مودۃ القربیٰ کا ترجمہ معہ اصل عربی
مولف ممدوح کی سوانح پر کافی روشنی ڈال کر طبع ہوئی ہے۔ قیمت ..... ۱۲؍

ملنے کا پتہ

سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیہ کتبخانہ لاہور ریلوے روڈ

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام غلام سرور سیکرٹری اسلامیہ مشن پارہ چنار چھپکر پارہ چنار سے شائع ہوئی

گلشن اسلام میں تازہ بہار

خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں

(۱) اگر آپ میدان حمایت اسلام میں گامزن ہونا چاہتے ہیں۔ تو اسلامیہ مشن کے رسالے خریدیں ۔

(۲) اگر آپ ناصرانِ دین وایمان میں اپنا نام نامی درج کرنا چاہتے ہیں تو اسلامیہ مشن کے ممبر بنیں ۔

(۳) اگر آپ اپنے معلومات کا ذخیرہ وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسلامیہ مشن کے رسالے خرید کریں ۔

(۴) اگر آپ مختصر۔ خوش نما۔ کم قیمت۔ باحوالہ پاکٹ سائز۔ رسائل خرید کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسلامیہ مشن کے رسالے خریدیں

(۵) اگر آپ مذہب حقہ اثنا عشریہ کی حقانیت کا پورا ثبوت قران مجید وکتب اغیار سے چاہتے ہیں۔ تو اسلامیہ مشن کے ممبر بنیں ۔

(۶) اگر دیگر مذاہب کے عقائد سے باخبر اور ان کی تردید سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ تو اسلامیہ مشن کے ممبر بنیں ۔

(۷) اگر آپ گھر بیٹھے مناظر بننا چاہتے ہیں تو اسلامیہ مشن کے رسالے خرید کریں ۔

جملہ اہل اسلام کی خدمتمیں عرض ہے۔ کہ ماہ اگست ۱۹۳۴ء سے پاراچنار کورم ایجنسی میں زیر سرپرستی فخر المناظرین شمس الواعظین صدر المحققین ممتاز العلما آقا و مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ ضیغم سرحد حاکم شریعت پاراچنار اسلامیہ مشن اس غرض سے قائم ہوئی ہے۔ کہ وہ ہر ماہ میں ایک مختصر رسالہ کسی ایک موضوع پر طبع کرا کے شائع کرے۔ جسکے خصوصیات حسب ذیل ہونگی

(۱) مختصر سائز۔ رنگین ٹائیٹل۔ سفید چکنا کاغذ۔ کتابت دیدہ زیب قیمت ارزاں۔ ہر رسالہ اپنے موضوع میں مکمل۔

(۲) سال میں تقریباً بارہ یا زائد ازیں رسائل۔ چندہ ممبری سالانہ عہ جس کے وصول ہونے پر تمام رسالے مفت ارسال ہوتے رہیں گے۔

مشن نے رسالہ وفات عائشہ۔ عالی جناب سید نظیر حسین شاہ صاحب زیدی مالک ملٹری واچ کمپنی ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے خرید کر اُن ممبران کے پاس ارسال کر دیا ہے۔ جن کے پاس موجود نہ تھا۔ اب مشن کا پہلا نمبر ارسال خدمت ہے۔ اور دوسرا نمبر (کفر شکن) زیر طبع ہے۔ جو ماہ دسمبر میں بطور وی۔ پی ارسال خدمت ہوگا۔ جس کا وصول کرنا آپ جیسے شریف اور با اخلاق کا فرض مقدم ہوگا۔

اگر خدانخواستہ پھر بھی خریداری سے کوئی عذر ہو۔ تو برائے نوازش اپنے تین پیسے کا معمولی نقصان برداشت کر کے اپنی قومی اور مذہبی مشن کو چھ آنے کے ناقابل برداشت نقصان سے محفوظ رکھیں۔

ملنے کا پتہ

خادم ملت غلام سرور یوسفی جنرل سکرٹری

اسلامیہ مشن پاراچنار کورم ایجنسی.